باب-95

تجلیاتِ الٰہیہ

☆ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّـهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ -

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب کہ تم نے کہا، اے موسیٰ! ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم اللہ کو (ظاہر بظاہر) علانیہ نہ دیکھ لیں گے تب تو تم کو بجلی نے آگھیرا اور تم دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔
(سورۃ البقرۃ: آیت 55)

☆ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ -

ترجمہ: (اور کتنے چہرے اس دن) اپنے رب (یعنی اس کی تجلیات) کو دیکھتے ہوں گے۔ (سورۃ القیمہ: آیت 23)

- واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی دو قسم کی تجلیات یا دو شانیں ہیں۔

(1) شانِ تنزیہ: تجلیٔ ذاتی، جس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا، یعنی احدیتِ ذات۔ اس شان کا دیدار نہیں ہوتا بلکہ اس شان کے انکشافات کے وقت خود بندہ فنا ہو جاتا ہے۔ یہ حالت، موت سے زیادہ ہے۔ موت میں تو عالمِ برزخ کی طرف روح کی توجہ ہو جاتی ہے۔ اس حالت میں تو یہ ہے کہ "جو رہی سو بے خبری رہی"۔۔۔ یاد رکھو کہ جب تک فنائیت نہ آئے کوئی ولی نہیں ہوتا۔ کیا ہر بے ہوش ہونے والا شخص فنا کو پہنچ جاتا ہے۔۔۔؟ کیا جس نے کلوروفارم سونگھا وہ مرتبۂ فنا کو پہنچ گیا۔۔۔؟ ہرگز نہیں۔ اس مرتبہ میں دوئی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس میں، میں اور تُو کو دخل نہیں۔۔۔ یہ مرتبہ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کا ہے۔ جو فنا فی اللہ ہو جاتا ہے وہ کنز العرفان، مخزنِ تجلیاتِ الٰہی اور صاحبِ نفسِ مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ فنائیت ایک عظیم الشان کیفیت ہوتی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ اس وقت سوائے وَاحِدِ قَهَّارٌ کے کوئی نہیں رہتا۔

Siddiqui Publications

(2)شانِ تشبیہ: دوسری تجلی، اسماء وصفاتِ الٰہی کی ہے۔ اور اس کا مقام واحدیت کا ہے۔ اور یہ عالمِ مثال سے متعلق ہے جو غیر مرئی سے مناسب صورت میں نمودار ہو جاتی ہے۔ کیا قیامت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا؟ لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ،لوگوں کی آنکھیں اس کا ادراک اور احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ لوگوں کی آنکھوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ نہایت باریک بین اور بڑا ہی باخبر ہے،(سورۃ الانعام : آیت 103)۔ اس آیت سے جو نفی کی گئی ہے وہ تجلی، تنزیہی ہے یعنی تجلیٔ ذاتی ہے۔ لیکن ایک دوسری آیت میں ہے،وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ - إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ، قیامت کے دن بعض لوگوں کے چہرے ترو تازہ ہوں گے، اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے،(سورۃ القیمۃ: آیت 22،23)۔ایک اور جگہ ہے، كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ - كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ، ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ آگیا ہے (یہ کیوں۔؟) یہ ان کے کرتوتِ بد کا نتیجہ ہے۔ (اس سیاہ دلی کا اور کیا نتیجہ نکلا۔؟) یہی نہیں بلکہ یہ لوگ قیامت کے دن اپنے رب سے حجاب میں رہیں گے،(سورۃ المطففین: آیت 14 اور 15)، یعنی دیدارِ الٰہی سے محروم رہیں گے۔ جو عالمِ مثال سے ناواقف ہیں وہ مطلقاً دیدارِ الٰہی سے انکار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے دیدارِ الٰہی سے ہم کو بھی کچھ انکار نہیں۔ جو دیدارِ الٰہی کا یقین نہیں رکھتے بے شک ان کو دیدارِ الٰہی نہ ہو گا۔وَمَن كَانَ فِي هَـٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ، اور جو یہاں کا اندھا وہ وہاں کا بھی اندھا،(سورۃ الاسراء: آیت 72)---یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جتنا اعتقاد اور علم ہو گا اتنا ہی قیامت میں شہود ہو گا۔ دنیا دار العمل ہے۔ اپنے کو ترقی دینے کی جگہ یہی ہے۔

حسرتؔ جو میرے علم میں ہے جلوہ فگن آج
کل آئے گا وہ بن کہ تماشہ میرے آگے

یاد رکھو! ہم کو ہیُولانی خیال یعنی concerned with the matter رہنا چاہیے۔ جو صورت سامنے آئے اس سے انکار نہ کرنا چاہیے۔ انشاءاللہ، بہ روزِ قیامت ہم شرفِ دیدارِ الٰہی سے ضرور مشرف ہونگے۔

بہ امیدِ دید میں نے کیا موت کو گوارا
مری جان مفت کب تھی کہ جو یوں نثار ہوتا

{ حوالہ تفسیر صدیقی پارہ 1 صفحہ 99،100 پارہ 7 صفحہ 120،121 پارہ 29 صفحہ 93،94 پارہ 30 صفحہ 63،64
اور حکمت اسلامیہ از محمد عبد القدیر صدیقی حسرتؒ }